23496 ـ چہرہ ننگا رکھنے کے متعلق حدیث

سوال

کیا درج ذیل حدیث صحیح ہے:
" جب عورت بالغ ہو جائے اور اسے حیض آنے لگے تو اس کے چہرہ اور ہاتھوں کے علاوہ کچھ ظاہر نہیں ہونا چاہیے " ؟
اور حدیث کی بنیاد پر عورت کا لباس کیسا ہونا چاہیے ؟
اور اگر عورت کسی ایسے معاشرے میں رہتی ہو جہاں اس کے لیے سخت پردہ اذیت کا باعث ہو تو اسے کیا کرنا چاہیے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

سوال میں مذکور حدیث کو ابو داود نے ولید عن سعید بن بشیر عنا قتادۃ عن خالد بن دريك عن عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے طریق سے روایت کیا ہے.

وہ بیان کرتی ہیں کہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو اسماء نے باريك کپڑے پہن رکھے تھے، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض کر لیا اور فرمایا:

" اے اسماء جب عورت بالغ ہم جائے اور اسے حیض آنے لگے تو اس کے لیے اس اور اس کے علاوہ ظاہر ہونا صحیح نہیں "

اور انہوں نے اپنے چہرے اور ہاتھوں کی طرف اشارہ کیا.

سنن ابو داود حدیث نمبر (4104) ابو داود رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ خالد بن دريك کی مرسل حدیث ہے، کیونکہ اس نے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو پایا ہی نہیں.

اور یہ حدیث ضعیف ہے، اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں، اس کے ضعیف ہونے کے اسباب درج ذیل ہیں:

1 ـ اس حدیث کی سند میں انقطاع ہے، جیسا کہ امام ابو داود رحمہ اللہ خود اس کی تصریح کرتے ہوئے کہتے ہیں: یہ مرسل ہے؛ خالد بن دريك نے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو پایا ہی نہیں.

2 ـ اس کی سند میں بشیر ازدی، اور کہا جاتا ہے ابو عبد الرحمن البصری ہے، بعض علماء حدیث نے اسے ثقہ قرار دیا ہے، اور امام احمد اور ابن معین اور ابن مدینی اور نسائی اور امام حاکم، اور ابو داود نے اسے ضعیف قرار دیا ہے.

اور اس کے بارہ میں محمد بن عبد اللہ نمیر کہتے ہیں: یہ منکر حدیث ہے، اور لیس بشئی، اور لیس بقوی الحدیث ہے، اور قتادہ سے منکر احادیث روایت کرتا ہے.

اور ابن حبان رحمہ اللہ اس کے متعلق کہتے ہیں: یہ ردی حفظ اور فاحش الغلط تھا، قتادہ سے وہ احادیث بیان کرتا ہے جس کی متابعت نہیں کی جا سکتی.

اور اس کے متعلق حافظ ابن حجر کہتے ہیں: یہ ضعیف ہے.

3 ـ اس میں قتادہ ہے، اور یہ مدلس راوی ہے، اور پھر اس حدیث میں وہ عن سے حدیث بیان کر رہا ہے، اسی طرح اس میں ولید بن مسلم بھی ہے جس کے متعلق حافظ رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ ثقہ ہے، لیکن بہت زیادہ تدلیس اور تسویہ کرتا ہے، اور اس نے بھی عن سے روایت بیان کی ہے.

ان علتوں کی بنا پر اس حدیث پر ضعیف کا حکم لگایا گیا ہے.

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء ماخوذ از مجلۃ البحوث الاسلامیۃ (21 / 68).

اور اگر حدیث کو صحیح بھی مان لیا جائے، یا شواہد کی بنا پر اس کو قوی مان لیا جائے تو علماء کرام نے ا سکا جواب یہ دیا ہے کہ: یہ واقعہ پردہ سے قبل کا ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: اور رہی اسماء رضی اللہ تعالی عنہا والی حدیث ت واسے پردہ کی آیت سے قبل پر محمول کیا جائیگا ".

اور شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اگر فرض کر لیا جائے کہ یہ حدیث صحیح ہے، تو اسے پردہ سے قبل پر محمول کیا جائیگا "

دیکھیں کتاب: عودۃ الحجاب (3 / 336).

اور اگر ہم حدیث کے متن پر غور کریں تو ہم اس میں انتہائی بعد پائینگی، کیونکہ اسماء رضی اللہ تعالی عنہا میں تو تقوی ورع اور شرم و حیاء اتنی تھی جو انہیں اس طرح کے شفاف اور باریك لباس پہننے میں مانع ہے، کہ وہ اس لباس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئیں.

اس مسئلہ میں صحیح یہی ہے کہ عورت غیر محرم اوراجنبی مردوں سے اپنا سارا جسم جس میں چہرہ بھی شامل ہے چھپائیگی.

آپ مزید تفصیل کے لیے سوال نمبر (21134) کے جواب کا مطالعہ کریں.

اور رہا یہ مسئلہ کہ جس معاشرے میں عورت رہ رہی ہو وہاں پردہ کرنے سے اسے اذیت پہنچے تو اسے اس اذیت پر صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے، اور دین پر عمل اور اپنے پروردگار کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے کی راہ میں اسے جو تکلیف پہنچے اس میں وہ اجروثواب کے حصول کی نیت رکھے، اور پھر اس سلسلہ میں تو ہمارے سلف صالحین رضی اللہ عنہم ہمارے لیے بہترین نمونہ ہیں، کیونکہ انہیں اللہ کی راہ میں بہت تکلیفیں اور اذیتیں دی گئیں، لیکن پھر بھی یہ چیز انہیں دین اسلام سے دور نہ کر سکی، بلکہ ان کے لیے یہ تکلیف و اذیت تو دین پر اور زیادہ سختی سے کاربند رہنے اور عمل کرنے کا باعث بنا.

ہو سکتا ہے جن ایام میں ہم زندگی بسر کر رہے یہ وہی صبر کے ایام ہوں جن کے بارہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے درج ذیل فرمان میں خبر دی ہے کہ:

" لوگوں پر ایك وقت آئیگا جس میں اپنے دین پر صبر کرنے والا شخص اس طرح ہو گا جس طرح کسی نے انگارے کو پکڑ رکھا ہو "

سنن ترمذی حدیث نمبر (2260) علامہ البانی رحمہ اللہ نے السلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ حدیث نمبر (957) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

الجمر دہکتے ہوئے آگ کے انگارے کو کہتے ہیں.

ملا علی قاری کہتے ہیں:

" حدیث کا معنی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ: جس طرح شدید ترین صبر و تحمل اور مشقت اٹھائے بغیر انگارہ پکڑنا ممکن نہیں، اسی طرح اس دور میں اپنے دین اور ایمان کے نور کی صبر عظیم کے بغیر حفاظت کرنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا " ا ھـ.

ماخوذ از تحفۃ الاحوذی.

اور فیض القدیر میں مناوی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" یعنی کتاب و سنت کے احکام پر صبر کرنے والے شخص کو بھی بدعتیوں اور گمراہ قسم کے لوگوں سے اتنی ہی

تکلیف پہنچتی ہے، جتنی کسی شخص کو آگ کا دہکتا ہوا انگارا پکڑنے سے ہو، بلکہ ہو سکتا ہے اس سے بھی زیادہ تکلیف پہنچے، اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں شامل ہوتا ہے جس کے بارہ میں انہوں نے خبر دی اور یہ ہو بھی چکا ہے " اھـ.

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ ہمیں اللہ تعالی سے ملاقات تك دین حق پر ثابت قدم رکھے.

واللہ اعلم .